بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء
عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

۶۰/۲۵ | ۸ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ ، ۲ احسان ۱۳۵۰ ہش ، ۲ جون ۱۹۷۱ء | نمبر ۱۲۵

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱/۲ ہجرت کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آج حضور ایدہ اللہ کو ضعف دماغ کی ہلکی سی تکلیف رہی ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی الحمد للہ۔"

احباب توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ یکم احسان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ درد سے تو آرام ہے البتہ کچھ ضعف کی شکایت ہے۔

احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی دعائیں جاری رکھیں۔

محترم صاحبزادہ محمد طیب لطیف صاحب ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرائے نورنگ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

ہماری زمین سرائے نورنگ ضلع بنوں صوبہ سرحد کے مقدمہ کی اپیل کی آخری تاریخ اڈیشنل سیشن جج صاحب بنوں کی عدالت میں ۴ جون ۱۹۷۱ء بروز جمعہ مقرر ہے۔ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بزرگان جماعت اور دیگر تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔

خاکسار کے خالو محترم چوہدری نورالدین صاحب جہانگیر (ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ ریٹائرڈ) عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ اب قدرے افاقہ ہے۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ملک نصیر احمد
دارالرحمت وسطی ربوہ)

نصرت جہاں تبشیر سکیم کے تحت
ایک اور ڈاکٹر سیرالیون پہنچ گئے

سیرالیون سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہمارے دوسرے ڈاکٹر مکرم امتیاز احمد صاحب بھی مع اہل و عیال بفضل خدا خیریت سے منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نصرت جہاں تبشیر سکیم کے ماتحت سیرالیون تشریف لے گئے ہیں۔

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں سرزمین بلال کے باشندوں کی اعلیٰ رنگ میں زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس طرح ہمارے ملک پاکستان کے نام کا بھی وہاں بول بالا ہو۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں
احاطہ پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج ان برگزیدہ درسگاہوں میں سے ایک ہے جنہیں قومی و ملی جذبہ سے سرشار ہو کر اہم خدمات سرانجام دی جارہی ہیں

ایک مخصوص سطح پر آپ نے جو نمونہ تعمیر و ترقی پیش کیا ہے وہ ہم سب کیلئے مقام بصیرت ہے اور ترغیب تقلید دیتا ہے

یہ کالج فکر بلند، روشن دماغی اور حسن تنظیم کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اس سے دل مطمئن اور دماغ آسودہ ہوتا ہے

تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد و انعامات سے جناب ڈاکٹر سید صفدر حسین چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا کا خطاب

ربوہ ــــ ۲۹ مئی ۱۹۷۱ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں ملک کے نامور دانشور، ماہر تعلیم، شاعر اور نقاد جناب ڈاکٹر سید صفدر حسین چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا نے ایک مختصر جامع اور خیال انگیز خطبہ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے کالج اور سربراہان کالج کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ "آپ کا ادارہ ان برگزیدہ درس گاہوں میں سے ایک ہے جن میں قومی و ملی جذبہ سے سرشار ہو کر اہم خدمات سرانجام دی جارہی ہیں۔ میری دانست میں اس دانشگاہ کی امتیازی حیثیت کا سہرا آپ کے مذہبی جوش و خلوص کے سر ہے۔ یہ والہانہ خلوص آپ کے شہر کے در و دیوار، کوچہ و بازار اور مساجد و معابد کی تنظیم میں بھی رونما ہے لیکن آپ کے تعلیمی ادارے اس کے اظہار کا بہت اچھا نمونہ ہیں خصوصیت کے ساتھ یہ دانشکدہ جس میں آج مجھے آپ نے تخاطب کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ کی فکر بلند، روشن دماغی اور حسن تنظیم کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ مستحکم عمارتوں کی تعمیر، پائیدار فرنیچر کی فراہمی سائنس لیبارٹریز کے لئے اعلیٰ سامان کا حصول، لائبریری کے واسطے مفید کتابوں کی تلاش وغیرہ ایسے مراحل ہیں جن میں اگر تساہل برتا جائے یا طمع کو دخل دیا جائے تو ان سے تربیتی ادارے تعمیر کی بجائے تخریب کی طرف بڑھ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں منتظمین اور اساتذہ طلباء کے لئے مثالی اخلاق کا نمونہ نہیں بن سکتے۔ قدم قدم پہ آپ کے ادارہ میں پائیداری، کفایت شعاری اور فراوانی آسائش کا احساس ہوتا ہے جس سے دل مطمئن اور دماغ آسودہ ہو جاتا ہے۔ بجا کہ ملک کی اجتماعی زندگی میں ہم سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے ایک ہی رنگ و روغن اور ایک ہی سے محاسن و معائب سے متصف نظر آتے ہیں لیکن اپنی دسترس کے مطابق ایک مخصوص سطح پہ آپ نے جو نمونہ تعمیر و ترقی پیش کیا ہے وہ ہم سب کے لئے مقام بصیرت ہے اور ترغیب تقلید دیتا ہے۔" محترم ڈاکٹر صاحب نے ملک کے دوسرے نجی تعلیمی اداروں اور ان کے ارباب حل و عقد کے بارہ میں تجزیہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہمارے نجی اداروں میں نمود و نمائش کا احساس نمایاں رہا ہے۔ اور جو چند لوگ رفاہی کام کرتے ہیں وہ بھی اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو سامنے رکھتے ہیں لیکن یہ ادارہ اپنے تہذیبی پس منظر کے لحاظ سے منفرد ہے۔ اس ادارہ میں "دیانت اور خلوص کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ یہاں باہمی یگانگت اور محبت و اتحاد کی فضا موجود ہے۔ آپ کے مزاج میں سادگی اور درویشی کا احساس ہوتا ہے۔ آپ کے ادارہ میں امیر و غریب کا فرق نظر نہیں آتا۔ آپ کے اساتذہ محنتی اور مخلص ہیں اور طلباء کے لئے اچھا نمونہ اخلاق پیش کر رہے ہیں۔"

ڈاکٹر سید صفدر حسین نے سائنس اور مذہب کی مناقشت کا ذکر کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا کہ سرسید نے اسلام کی ہمدردی میں سائنس اور مذہب میں تطبیق پیدا کرنے کے لئے مذہب کو سائنس کی چوکھٹ پہ جھکا دیا تھا جس سے مذہبی عقائد و تصورات کا وقار مجروح ہوا لیکن آج جبکہ "ہماری موجودہ نسل کو سائنس کے کماحقہ علم کے بہت سے مواقع میسر ہیں۔ کیا کوئی بندۂ خدا یہ فرض اپنے سر لے سکتا ہے کہ سائنسی نظریات کو مذہب کی دہلیز پہ جھکا کر عقائد و تصورات اسلام کی عظمتوں کو بحال کرائے؟"

جلسۂ تقسیم اسناد

جلسہ تقسیم اسناد کی یہ سادہ پُر وقار تقریب کالج ہال میں صبح ۹½ بجے انعقاد پذیر ہوئی۔ مہمانِ خصوصی۔ سٹاف اور پرنسپل کے ہمراہ ایک جلوس کی صورت میں ٹھیک ۹½ بجے ہال میں داخل ہوئے تو حاضرین نے احتراماً ایستادہ ہو کر ان کا استقبال کیا۔ مہمان خصوصی کے مسندِ صدارت پر متمکن ہونے کے بعد محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب نے پرنسپل سے جلسہ تقسیم اسناد کے افتتاح کی درخواست کی۔ پرنسپل پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مبارک الفاظ کے ساتھ جلسہ کا افتتاح کیا۔ عزیز مشہود الحق نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور آیات کریمہ کا ترجمہ سنایا۔ بعد ازاں محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب نے پہلے بی ایس سی کے اور پھر بی اے کے کامیاب طلبہ پرنسپل کے

(باقی صفحہ ۸ پر)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
۲ر احسان ۱۳۵۰ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انفاق فی سبیل اللہ کا قرآنی معیار

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کہ یہ کتاب متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے اور اُن متقیوں کی جنہیں قرآن مجید ہدایت کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا دعویٰ کرتا ہے ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ سو گویا اُن متقیوں میں جنہیں قرآن مجید ہدایت کے اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتا ہے انفاق کی صفت ایک حد تک پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُس انفاق میں جو متقی میں پہلے سے موجود ہوتا ہے اور انفاق کی اُس کیفیت اور مقام میں جس تک قرآن ایسے متقی کو پہنچانا چاہتا ہے کیا فرق ہے؟

دراصل انفاق ایک فطرتی جذبہ ہے جو ایک نہ ایک حد تک ہر انسان میں خواہ وہ کافر ہو یا مومن پایا جاتا ہے۔ جب کوئی حاجت مند یا مصیبت زدہ دوسرے شخص کے پاس جاکر اپنی مصیبت بیان کرتا ہے تو طبعاً اس کا دل پسیج جاتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے اس میں سے کچھ وہ فطرتی جذبہ کے ماتحت بطور امداد اس مصیبت زدہ کو دے دیتا ہے۔ کسی مصیبت زدہ کا آکر سوال کرنا تو رہا درکنار بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کو جب کسی کی مصیبت یا دُکھ تکلیف کا علم ہوتا ہے تو وہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت از خود حسب توفیق اپنے مال کا ایک حصہ خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو اُس مصیبت زدہ کو دے آتے ہیں۔ لیکن جب انفاق کے اس فطرتی جذبہ کو بروئے کار لانے والے قرآنی ہدایت کے زیر اثر آکر اپنی ہستی پر انقلاب وارد کرنے کی سعی میں مصروف ہو جاتے ہیں تو قرآنی ہدایت ان میں سے بخل کے جذبہ کو یکسر مٹا کر انہیں انفاق کے اُس اعلیٰ معیار پر پہنچا دیتی ہے کہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اُسے پھر وہ اپنا نہیں سمجھتے بلکہ وہ خود اور ان کا سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے۔ وہ ہر چیز سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کر ڈالنے پر ہر وقت اور ہر دم آمادہ رہتے ہیں۔ اسلام کی رو سے انفاق کے اس اعلیٰ و ارفع مقام کو **للّٰہی وقف** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ قبل از ہدایت انفاق اور زیر ہدایت انفاق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قبل از ہدایت انفاق محض فطرتی جذبہ کا مرہون ہوتا ہے اور بعض اوقات بخل کا منفی جذبہ ابھر کر اسے کالعدم بھی کر دیتا ہے۔ برخلاف اس کے زیر ہدایت انفاق کو بخل سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ بخل ہمیشہ کے لئے کالعدم ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر مِمَّا کا سوال ہی درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ جو کچھ ایسے اعلیٰ درجہ کے متقی کے پاس ہوتا ہے وہ سب کا سب خدا ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں اس کا اپنا کچھ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبل از ہدایت انفاق اور زیر ہدایت انفاق کا فرق واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"متقی کی ایک اور علامت بیان فرمائی (اور وہ یہ کہ) مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ اور اس میں سب کے سب شریک ہیں۔ کیونکہ عام طور پر یہ فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سائل اس کے پاس آجاوے تو کچھ نہ کچھ اسے ضرور دے دیتا ہے۔ گھر میں دس روٹیاں موجود ہوں اور کسی نے آکر صدا کی تو ایک روٹی اس کو بھی دے دیگا۔ یہ امر "زیر ہدایت" نہیں ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے ...... غرض یہ انفاق عام انفاق ہے اور اس کے لئے مسلمان اور غیر مسلمان کی بھی شرط نہیں۔ اس لئے انفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی اور دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی تو وہی ہے جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے ...... مگر (ایسا شخص) بموجب منشاء هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ابھی تک اُس مقام تک نہیں پہنچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے۔ اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دے اور یہ **للّٰہی وقف** کہلاتا ہے۔

اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہنچتا ہے تو اس میں مِمَّا رہتا ہی نہیں کیونکہ جب تک وہ مِمَّا کی حد کے اندر ہے اُس وقت تک وہ ناقص ہے اور اُس علّتِ غائی تک نہیں پہنچا جو قرآن مجید کی ہے۔ لیکن کامل اسی وقت ہوتا ہے جب یہ حد نہ رہے اور اُس کا وجود، اس کا ہر فعل ہر حرکت و سکون محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ کا کمال یہی ہے جو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے منشاء کے موافق ہے۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۴۵)

للّٰہی وقف کا یہی وہ اعلیٰ و ارفع مقام ہے جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآنی ہدایت پر عمل پیرا کرا کے پہنچا دیا تھا انفاق فی سبیل اللہ کے تعلق میں ان کے لئے مِمَّا کی حد ختم ہو چکی تھی اور وہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر دم تیار تھے۔ ان کا فطرتی انفاق زیر اثرِ نبوت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل اُس نقطۂ انتہائی تک پہنچ چکا تھا جو اسلامی اصطلاح میں للّٰہی وقف کے نام سے موسوم ہے۔ یہ للّٰہی وقف کا ہی کرشمہ تھا کہ ایک خاص موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینی ضرورت بیان کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کلّ اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ یہ جبھی ممکن ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے لئے مِمَّا کی حد ختم ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے للّٰہی وقف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"رزق اصطفا کے طور پر وہ ہوتا ہے جو خدا کے لئے ہو۔ ایسے لوگوں کا متولّی خدا ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے وہ اس کو خدا ہی کا سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں۔ صحابہؓ کی حالت دیکھو! جب امتحان کا وقت آیا تو جو کچھ کسی کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اوّل کمبل پہن کر آ گئے۔ پھر اس کمبل کی جزا ابھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی کہ سب سے اوّل خلیفہ وہی ہوئے۔ غرض یہ ہے کہ اصلی خوبی، خیر اور روحانی لذّت سے بہرہ ور ہونے کے لئے وہی مال کام آسکتا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۱)

جینے اور زندگی گزارنے کے قرینے (۲)

اسلام نے دنیا میں جینے اور زندگی گزارنے کے جو قرینے سکھائے ہیں ان میں سے ایک اہم اور بنیادی قرینہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہے دنیا کمائے اور معاشرہ کی طرف سے عائد ہونے والی سب ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرے۔ ہاں یہ اس کے لئے ضروری ہے کہ دنیا سے دل نہ لگائے بلکہ ہمیشہ رو بخدا رہے اور صرف اور صرف اُسی کو اپنا مقصود و مطلوب بنائے۔ جینے کے اس قرینہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مثالوں سے واضح فرمایا ہے۔ ذیل میں حضورؐ کی بیان فرمودہ ایک مثال ہدیہ قارئین کی جاتی ہے:-

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جا رہے تھے اور لوگ آپؐ کے دونوں طرف تھے آپؐ ایک چھوٹے کانوں والے مرے ہوئے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے آپؐ نے اس کے کان پکڑ کر فرمایا تم میں سے کون ہے جو اسے ایک درہم پر خریدنا چاہتا ہے لوگوں نے کہا ہم اس کو کسی شے کے بدلہ میں بھی خریدنے کو تیار نہیں آپؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو یہ تمہیں مفت ہی مل جائے؟ لوگوں نے عرض کیا اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو اس میں چھوٹے کان ہونے کا ایسا عیب تھا کہ ہم کبھی نہ لیتے پھر جبکہ وہ مرا ہوا ہے۔ فرمایا واللہ دنیا خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے۔

ایمان کی ایک بیّن علامت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی ایک واضح علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ حقیقی مومن آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے اور دوستی کا حق ادا کرتے ہیں چنانچہ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا
وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا۔

یعنی تم بہشت میں داخل نہ ہو سکو گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور اُس وقت تمہارا ایمان لانا متحقق ہوگا جب تم آپس میں محبت اور دوستی رکھو گے

یہ امر قابل غور ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مخاطب فرمایا ہے جو پہلے ہی ایمان لا چکے تھے۔ اس سے ثابت ہے کہ حقیقی مومنوں میں شامل ہونے کے لئے محض اقرار باللسان کافی نہیں ہے جب تک کہ عمل سے اس بات کا ثبوت نہ دیا جائے۔ پھر اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود باہم محبت کا سلوک نہیں رکھتے وہ سخت گھاٹے میں ہیں۔ کیونکہ وہ ایمان لانے کے باوجود جنّت میں نہ جا سکیں گے تاوقتیکہ باہمی مخاصمت کو چھوڑ کر صلح نہ کریں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا سلوک روا نہ رکھیں۔ بہر حال مومنوں کے درمیان محبت اخوت اور ان کا ایک دوسرے کے ساتھ حُسنِ سلوک وہ بنیادی خلق ہے جس کے بغیر ایمان ہی متحقق نہیں ہوتا اور جنت میں داخلہ ممکن نہیں رہتا۔

سیرت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

5

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳)

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں:۔

اَسلَمَ ابوبکرٍ وَلَہٗ اَربعونَ الفًا فانفقھا فی اللہ و اَعتَقَ سبعۃً کلّھم یُعذَّب فی اللہ۔

اَعتَقَ بلالًا وعامر بن فُھیرۃ و زِنّیرۃ والنّھدیۃ وابنتھا وجاریۃ بنی مؤمل وامّ عُبَیس۔

اسد الغابہ ۲۱۹

حضرت ابوبکرؓ مسلمان ہوئے تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ جنہیں آپ نے خدا کی راہ میں خرچ کیا۔

سات نو غلام آزاد کئے جنہیں خدا کی راہ میں دکھ دیا جاتا تھا۔ بلال، عامر بن فہیرہ۔ زنیرہ، نہدیہ اور اس کی بیٹی، بنی مؤمل کی ایک لونڈی اور ام عبیس۔

آج سے چودہ سو سال پہلے درہم کی قیمت جاننے کے لئے بخاری میں مذکور ایک سودے پر نگاہ ڈالیے۔ عازب کے بیٹے براء راوی ہیں کہ میرے باپ سے حضرت ابوبکرؓ نے تیرہ درہم کو ایک اونٹنی خریدی۔ (بخاری جزء ثانی)

اور آج اونٹ کی قیمت ایک ہزار روپے کے قریب ہے اس لحاظ سے چالیس ہزار درہم کی رقم آج کے تیس لاکھ روپے سے اوپر بنتی ہے کیا یہ رقم ایک خطیر رقم نہیں؟

تبھی اس آسمانی جوہری نے جوہر کی قدر شناسی کرتے ہوئے فرمایا تھا

ما نفعنی مال ما نفع مال ابی بکرؓ (استیعاب ۳۴۲/۱)

مجھے جو فائدہ ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا کسی کے مال نے پہنچایا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ

اِنّ من اَمَنِّ الناس علیّ فی صحبتہ ومالہ ابوبکر (ترمذی)

مجھ پر سب سے زیادہ جس کی رفاقت اور مال کا احسان ہے وہ ابوبکرؓ ہیں۔

جب ابوبکرؓ نے یہ سنا تو رو پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا مال اور میری جان آپ کی نہیں تو کس کی ہے الفاظ یہ ہیں

فبکی ابوبکر وقال ھل انا ومالی الا لک یا رسول اللہ (اسد الغابہ ۲۱۸/۳)

یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی فضیلت ابوبکرؓ میں آتی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

اوپر گذر چکا ہے کہ ہجرت کے وقت بقیہ پانچ ہزار درہم بھی آپ اپنے ساتھ مدینہ لے گئے تھے حضرت اسماءؓ روایت کرتی ہیں:۔

لَمّا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخرج ابوبکر معہ احتمل ابوبکر مالہ کلہ ومعہ خمسۃ آلاف درھم او ستۃ آلاف فانطلق بھا معہ قالت فدخل علینا جدی ابو قحافۃ وقد ذھب بصرہ فقال واللہ انی لاراہ قد فجعکم بمالہ مع نفسہ قالت قلت کلا یا ابت انہ قد ترک لنا خیرا کثیرا قالت فاخذت احجارا فوضعتھا فی کوۃ فی البیت الذی کان ابی یضع مالہ فیھا ثم وضعت علیھا ثوبا ثم اخذت بیدہ فقلت یا ابت ضع یدک علی ھذا المال قالت فوضع یدہ علیہ فقال لا باس اذا کان ترک لکم ھذا فقد احسن وفی ھذا بلاغ لکم ولا واللہ ما ترک لنا شیئا ولکنی اردت ان اسکن الشیخ بذلک

ابن سعد ۲۳۸/۳

جب حضور ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال ساتھ لے لیا اور وہ پانچ ہزار یا چھ ہزار درہم تھا۔ ان کے جانے کے بعد ہمارے دادا ابو قحافہؓ آئے اس وقت انکی نظر جاتی رہی تھی انہوں نے کہا کہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ خود ہی نہیں تمہیں ساتھ مال بھی لے گئے ہیں میں نے عرض کی نہیں دادا ہمارے لئے بھی بہت "خیر" چھوڑ گئے ہیں (خیر کے معنے مال کے بھی ہیں بھلائی کے بھی) حضرت اسماءؓ کہتی ہیں چنانچہ میں نے کچھ پتھر لیکر اس شگاف میں ڈالدیں جہاں آپ مال رکھا کرتے تھے اور اس پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر اپنے دادا کا ہاتھ پکڑا اور کہا دادا اس مال پر ہاتھ رکھ کر دیکھ لیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ہاتھ رکھ کر دیکھا اور فرمایا اگر یہ چھوڑ گئے ہیں تو کوئی حرج نہیں اس سے تمہارا گذارہ ہو سکے گا حضرت اسماءؓ کہتی ہیں مال تو نہ چھوڑا تھا

خدا کی قسم بوڑھے کو تسلی دینے کے لئے ایسا کیا تھا۔

پھر اس مال سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچکر مسجد نبوی سے متصل زمین خرید کی تھی۔ جو سہل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اور مسجد نبوی کی تعمیر کا ثواب احادیث میں اس طرح آتا ہے

مَن بنی للہ مسجدًا صغیرًا کان او کبیرًا بنی اللہ لہ بیتًا فی الجنۃ۔

جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائی خواہ چھوٹی یا بڑی اللہ نے اس کا جنت میں گھر بنایا

امر ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ خدا کی محبت کے حصول اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون

ایک دوسری جگہ فرمایا

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا (سورۃ توبہ آیت ۱۰۳)

حضرت ابوبکرؓ نے تو سارا مال خدا کی راہ میں خرچ کر دیا مسیح زمان فرماتے ہیں

وجاھد باموالہ فی سبیل اللہ فما بعد الثراء کالفقراء والمساکین (سر الخلافہ ص۲۲)

ابوبکرؓ نے خدا کی راہ میں مال کے ساتھ بھی جہاد کیا حتی کہ دولتمند ہونے کے بعد فقیر مسکین ہو گئے اور آپ کی انفاق فی سبیل اللہ کا یہ حال تھا کہ آپ سے کبھی کوئی اس معاملہ میں بڑھ نہ سکا ایک بار حضور نے ایک تحریک فرمائی حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ آج آپ سے سبقت لے جاؤنگا وہ گھر گئے اور آدھا مال لاکر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور نے پوچھا عمر باقی کیا چھوڑا میں نے عرض کی نصف مال۔ حضرت ابوبکرؓ سارا مال لیکر حاضر ہو گئے۔ حضور نے پوچھا ابوبکرؓ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی۔

ابقیت لھم اللہ ورسولہ

ان کے لئے خدا اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ دیکھا تو میں نے کہا میں اس شخص سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا (اسد الغابہ ۲۰۸)

گریہ وزاری تبتل اور دعا

سیدنا حضرت ابوبکرؓ خدا کے حضور جھکنے والے گریہ وزاری کرنے والے لمبے نماز پڑھنے اور گریاں چشم رکھنے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

وکان بکّاءً ومن المتبتّلین وکان من عادتہ التضرّع والدعاء والاطّراح بین یدی المولی والبکاء والتذلل علی بابہ والاعتصام باعتابہ وکان یجتھد فی الدعاء وفی السجدۃ ویبکی عند التلاوۃ ولا شک انہ فخر الاسلام والمرسلین وکان جوھرہ قریبًا من جوھر خیر البریّۃ

(سر الخلافہ ص۳)

حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے اور خدا کے حضور جھکنے والے تھے تضرع دعا خدا کے در پر اپنے آپ کو ڈال دینا گریہ وزاری اس کے دروازے پر تذلل کا اظہار اور اس کی دہلیز سے چمٹے رہنا انکی عادت تھا وہ سجدہ میں دعا کے لئے پڑے رہتے قرآن کی تلاوت کے وقت روتے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اسلام اور رسولوں کا فخر تھے اور ان کا وجود رسول مقبول صلعم کے جوہر کے قریب تھا۔

خدا کے حضور سے چھپنے والی آنکھ نصیب ہوئی مذہبی دنیا میں وہ یقیناً خوش نصیب آنکھوں کے یہ موتی خدا کے حضور بہت قیمتی ہیں۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی فرماتے ہیں۔

لیس شیء احب الی اللہ تعالیٰ من قطرتین قطرۃ دموع من خشیۃ اللہ وقطرۃ دم تھراق فی سبیل اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ایک قطرہ آنسوؤں کا اور دوسرا قطرہ خون کا جو خدا کی راہ بہایا جائے

بخاری اور مسلم میں ایک دوسری روایت یوں ہے کہ قیامت کے دن سات آدمیوں پر خدا کا سایہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ذکر اللہ خالیاً ففاضت عیناہ جس نے خدا کا علیحدگی میں ذکر کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس میدان کے ایک شناسا حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

ہر کہ نالد بدرگہت بنیاز
بخت گم گشتہ را بیابد باز

جو تیری درگاہ پہ عاجزی سے نالاں ہے وہ اپنے گمشدہ نصیبے کو پھر واپس لے آتا ہے

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

پیش ہے رونا ہمارا پیش ربِّ ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

حضرت ابوبکرؓ نے اس نعمت سے مقصود وافر پایا تھا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب مکہ والوں نے آپ کو بہت اذیت دی تو آپ نے حضور صلعم سے ہجرت کی اجازت مانگی۔ حضورؐ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ چنانچہ جب آپ مکہ سے ایک دن کی مسافت طے کر چکے تو راستہ میں ابن الدغنہ ملا۔ پوچھا ابوبکرؓ کدھر؟ آپ نے فرمایا میری قوم نے مجھے نکال دیا ان کی اذیت انتہا کو پہنچ گئی تھی ابن الدغنہ نے کہا تو تو قبیلہ

کی زینت ہے مصیبت زدوں کے تو کام آتا ہے نیک کام
تجھ سے سرزد ہوتے ہیں۔ وہ اخلاق جو دنیا سے
ناپید ہیں وہ تجھ سے ظہور میں آتے ہیں۔ تو واپس
چل میں تجھے پناہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ کو ساتھ
لے آیا اور آکر اعلان کر دیا۔ میں نے ابوبکرؓ کو
پناہ دی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازہ
کے قریب ہی مسجد تھی جس میں نماز پڑھتے تھے
چنانچہ جب قرآن پڑھتے تو زار زار روتے
ان کی اس حالت کو دیکھ کر راہ چلتے بچے، عورتیں
اور غلام کھڑے ہو جاتے اور متاثر ہوتے۔
ابن ہشام کے الفاظ ہیں۔

وکان رجلاً رقیقاً اذا قرأ
القرآن استبکیٰ۔ قالت فیقف
علیہ الصبیان والعبید والنساء
یعجبون لما یرون من ہیئتہٖ۔

حضرت ابوبکر بڑے رقیق القلب تھے
جب قرآن پڑھتے تو روتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی
ہیں۔ بچے، غلام اور عورتیں آپ کی حالت کو دیکھ
کر حیران رہ جاتے۔

چنانچہ قریش کے افراد جمع ہو کر ابن
الدغنہ کے پاس گئے اور کہا تو نے اس کو اس
لئے پناہ دی ہے کہ ہمیں مصیبت میں ڈال دے۔

انہ رجل اذا صلی وقرأ ما جاء
بہ محمد یرق ویبکی وکانت لہ
ہیئۃ ۔۔۔ فنحن نتخوف
علی صبیاننا ونسائنا وضعفتنا
ان یفتنہم فمرہ ان یدخل بیتہ
فلیصنع فیہ ما شاء۔

یہ شخص جب نماز اور قرآن پڑھتا
ہے تو مجسم رقت ہو جاتا ہے۔ آنکھوں سے
آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اس کی عجیب حالت ہو
جاتی ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے بچے اور
عورتیں اور کمزور لوگ اثر قبول کر لیں گے اسے
کہو اگر رونا ہے تو گھر میں بیٹھ کر روئے۔

چنانچہ ابن الدغنہ نے آکر یہی
مطالبہ حضرت ابوبکرؓ سے کیا۔ آپ نے فرمایا میں
تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور خدا کی پناہ پر
راضی ہوتا ہوں۔

اردّ علیک جوارک وارضی
بجوار اللّٰہ۔

چنانچہ اس نے آکر اعلان کر دیا کہ میں
نے اپنی پناہ واپس لی تم جانو اور تمہارا کام
چنانچہ مذکور ہے کہ پھر ظالموں نے تکالیف کا سلسلہ
شروع کر دیا۔ ایک دن آپ خانہ کعبہ کی طرف
جا رہے تھے کہ دشمنوں نے سر میں مٹی ڈال کر
اپنی تسکین کا سامان بہم پہنچایا۔
(ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۵ اور صفحہ ۲۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کی اس
خوبی کا برسر منبر یوں ذکر کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں۔

سمعت علیاً رضی اللّٰہ عنہ
یقول علی المنبر الا ان ابابکر اوّاہ

منیب۔ (طبقات کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۱)

ابوبکر بہت دعا کرنے والے، آہیں
بھرنے والے، بہت تسبیحات کرنے والے
گناہوں پر مغفرت طلب کرنے والے بندوں
پر بہت مہربان اور خدا کے حضور بار بار
جھکنے والے تھے۔

یہی الفاظ حضرت ابراہیمؑ کی صفت
میں قرآن میں وارد ہوئے ہیں۔ عقبہ بن عامر
نے رسول خدا صلعم سے پوچھا یا رسول اللّٰہ النجاۃ
کیا ہے؟ حضور صلعم نے فرمایا۔

امسک علیک لسانک
ولیسعک بیتک وابک علی
خطیئتک۔ (ترمذی ابواب الزہد
باب ما جاء فی حفظ اللسان)

اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور گھر پر
بیٹھو اور گناہوں پر آنسو بہایا کرو

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ
عبداللہ بن عمر کا قول نقل کرتے ہیں۔

لان ادمع دمعۃ من خشیۃ
اللّٰہ احب الی من ان اتصدق الف
دینار۔ (احیاء العلوم ص ۱۴۲)

کہ خشیۃ اللہ کا ایک آنسو مجھے ہزار دینار
کے صدقہ دینے سے زیادہ محبوب ہے۔

ابن ماجہ میں آیا ہے سعدؓ بن ابی وقاص
راوی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا
(ابن ماجہ باب الحزن والبکاء)

لوگو خدا کے آگے رو و۔ اگر رونا نہ
آتا ہو تو رونے کی کوشش کرو۔

ترمذی میں رسول مقبول صلعم نے بشارت
دی فرمایا ان دو آنکھوں پر جہنم کی آگ
حرام ہے۔ ایک وہ آنکھ جو خشیۃ اللہ سے
روئی۔ دوسری وہ آنکھ جس نے خدا کی
خاطر پہرہ داری میں گزاری۔
(ترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ما جاء
فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰہ)

ہر نیکی کے جامع

کئی بار تجربہ میں آیا کہ بعض نیک انسان
نیکی کی ایک شق پر بڑی باقاعدگی سے کاربند
ہوں گے۔ مگر دوسرا پہلو سخت کمزور ہوگا۔
بعض آدمی نماز کے بہت پابند ہوں گے مگر
انفاق فی سبیل اللہ میں کمزوری دکھاتے
ہیں۔ بعض مالی قربانی میں آگے ہوں گے مگر
عبادت اور ذکر الٰہی میں کمزور۔ بعض تسبیحات
کے عادی مگر خطرہ کے وقت بزدلی۔ بعض
تلوار کے دھنی مگر اطاعت میں نکمے۔

سیدنا حضرت ابوبکرؓ نیکی کے ہر پہلو میں
کامل اور ہر نیکی پر حریص۔ ان کی سیرت کے
کسی پہلو کو دیکھئے۔ آپ کو کوئی پہلو خالی نہ
نظر آئے گا۔ نماز ہو یا انفاق فی سبیل اللہ
خدمت خلق ہو یا ہمدردی بنی نوع انسان
ہر پہلو کی نگہداشت فرماتے۔ ان کی سیرت
یقیناً ایک چمن کے مشابہ تھی جس میں رنگا رنگ
کے اخلاق کے پھول کھلے ہوئے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک
بار رسول خدا صلعم نے دریافت فرمایا۔ آج
کوئی روزہ سے ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض
کی یا رسول اللّٰہ میں۔ ارشاد ہوا آج خدا کی
راہ میں کسی نے صدقہ کیا ہے۔ صدیقؓ نے کہا میں
نے مستحق کو دے دیا۔ آج کسی کے جنازہ میں
کوئی شریک ہوا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے عرض
کی مجھے موقعہ نصیب ہوا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی مسکین کو کھانا آج
کسی نے کھلایا۔ ابوبکرؓ نے عرض کی مجھے یہ
توفیق نصیب ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔

من جمعھن فی یوم واحد
وجبت لہ۔ (اسد الغابہ ص ۲۱۵)

جس نے ان تمام نیکیوں کو جمع کیا اس
کے لئے جنت واجب ہوگی۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ
سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ جنت کے مختلف دروازے
ہوں گے۔ جو خدا کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔
وہ مال والے دروازے سے بلایا جائے گا
جو نماز کا پابند ہوگا وہ نماز والے دروازے
سے بلایا جائے گا۔ اور جو جہاد کرتا تھا وہ
جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔
جو روزے کا پابند تھا وہ ریان کے دروازے
سے بلایا جائے گا۔ یہ سنا تو حضرت ابوبکرؓ
نے عرض کی۔ یا رسول اللّٰہ کوئی شخص ان
تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا۔
رسول مقبول صلعم نے فرمایا۔

نعم وارجو ان تکون
منھم یا ابابکر۔ (بخاری)

ہاں اور میں امید کرتا ہوں ان سب
دروازوں سے جو پکارے جائیں گے ان
میں سے تو بھی ایک ہے۔

مشکوک رزق سے پرہیز

خدا کے پیارے بندے طیب اور
حلال رزق کو پسند کرتے ہیں کہ حرام اور
مشتبہ رزق پر پلنے والا کبھی خدا کا مقرب
نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت ابوبکرؓ اس
بارہ میں نہایت درجہ محتاط تھے۔ حضرت
عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ابا کا ایک غلام تھا جو
مزدوری کر کے لاتا۔ جب وہ لاتا تو آپ
دریافت فرماتے یہ کیسے کمایا۔ یہ کہاں
سے کمایا؟ ایک بار کچھ لایا۔ آپ دریافت
فرمانا بھول گئے۔ جب آپ تناول فرما
چکے تو اس نے کہا پتہ ہے یہ کیا ہے جو آپ نے
کمایا۔ میں نے جاہلیت میں ایک دفعہ کہانت
کی (یعنی ہاتھ دیکھ کر قسمت اور آئندہ کے
حالات بتانا) اور مجھے کہانت کا علم بھی
نہیں تھا۔ یونہی اٹکل پچو سے کام لیا تھا۔
آج وہ شخص ملا اور اس نے مجھے اس کا عوض
دیا جو آپ نے تناول فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ
نے حلق میں انگلی ڈال کر تمام کھانا قے
کر دیا۔ (بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

یہ تو کھانا تھا آپ ناپسندیدہ راستہ
پر چلنے سے بھی احتراز فرماتے۔ حدیث میں آیا
کہ جاہلیت میں ایک بار ایک شخص آپ کو
ایک راستہ پر لے کر چلا۔ آپ نے پوچھا یہ
راستہ کدھر جاتا ہے۔ اس نے کہا اس راستہ
میں کچھ اس قسم کے لوگ ہیں کہ ادھر گزرنے سے
بھی شرم آتی ہے۔ میں اس راستہ سے نہیں جاؤنگا
اور اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔
(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۷)

کیا ورع تھا صدیق اکبرؓ کا کہ نامناسب
راستہ پر گزرنے سے بھی پرہیز فرمایا۔ سچ یہ ہے
کہ مومن کو اسی طرح اپنا دامن بچا کر زندگی کی
راہ گزر پر چلنا چاہیئے۔

کردار کا بے مثال مظاہرہ

مومن عارف باللہ تقویٰ کی باریک
راہوں پر قدم مارتا ہے۔ وہ ورع پرہیزگاری
کی وجہ سے دامن کو ہر آلودگی سے بچاتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پہلے جانشین
نے اس بارہ میں ایسے کردار کا جو مظاہرہ کیا وہ
بے مثال اور قابل اتباع ہے۔ جب امت
نے آپ کو خلیفہ منتخب کر لیا تو اگلے دن آپ
کندھے پر کپڑا ڈال کر بیچنے کے لئے نکلے تاکہ
بال بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ راستہ میں حضرت
عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح ملے اور کہا جب
مسلمانوں کا بار آپ نے اٹھایا ہے تو اس کام
سے عہدہ برآ ہونے کے لئے امت کا فرض ہے کہ
آپ کے گزارہ کا سامان کرے اور وہ آپ کو
واپس لے آئے (طبقات کبیر ص ۱۳۶) چنانچہ شروع میں
بیت المال سے ہر روز کھانے کے لئے کچھ گوشت
اور بوقت ضرورت تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا
بھجوا دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد با خلافت روزانہ
دو ہزار سے لے کر تین ہزار درہم سالانہ وظیفہ
مقرر کر دیا گیا (طبقات کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۰) لیکن
جس امر کو یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ
ہے کہ مرض الموت میں فرمایا۔

انظروا ما زاد فی مالی منذ
دخلت الامارۃ فابعثوا بہ الی
الخلیفۃ من بعدی۔
(طبقات کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

میں نے جب سے خلافت لی اس کے
بعد سے لے کر آج تک جو میرے پاس زائد
چیز نکلے وہ خلیفۃ المسلمین کو بھجوا دیں۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲ جون ۱۹۷۱ء

دفتر سوم کے متعلق عہدیداران کا فرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ شہادت ۱۳۴۶ ہش (۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء) میں دفتر سوم کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:-

"اس طرح جو (تحریک جدید میں) نئے آنے والے ہیں انہیں بھی تو تربیت حاصل کرنے کے لئے کچھ وقت دینا چاہیئے۔ اور ان کے متعلق غصہ کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ ایسے ماحول سے نکل کر آئے ہیں جس میں خدا کے نام پر ایک دھیلا دینا بھی موت سمجھا جاتا تھا اور ایسے نئے ماحول میں داخل ہوئے ہیں جس میں دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور خدا اور رسول کے نام پر سب کچھ قربان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان کو تربیت پاتے ہوئے کچھ وقت لگے گا۔ آپ ان کا نام بجٹ میں شامل نہ کر کے انہیں تربیت سے محروم کرتے ہیں۔ اگر بجٹ میں ان کا نام آجائے تو ہمیں علم ہے کہ یہ نئے دوست ہیں۔ اگر وہ اب چوّنی بھی دیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن وہ آئندہ سال بغیر کسی کوشش اور زیادہ دباؤ کے اپنے اندر ایک نیا احساس پائیں گے کیونکہ وہ سال بھر دیکھیں گے کہ مسجد میں جو شخص اُن کے دائیں کھڑا ہوتا ہے وہ موصی ہے اور اپنی آمد کا دس فیصدی ادا کرتا ہے۔ تحریک جدید اور وقف جدید اور دوسری تحریکوں میں بھی حصہ لیتا ہے اور بائیں بھی ایسے ہی لوگ کھڑے ہیں آخر خود بخود ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہم ان لوگوں سے پیچھے کیوں رہیں؟"

پس عہدیداران جماعت سے گزارش ہے کہ وہ سب احمدیوں کو تحریک جدید میں شامل کریں اور حضور اقدس کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں اپنے فرائض کو پہچانیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت ڈالے گا۔ اور دفتر سوم زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے والوں میں شمولیت اختیار کریں گے جو ان کے لئے دائمی ثواب کا باعث ہوگا۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

انصار اللہ توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"انصار دو قسم کے ہو سکتے ہیں ایک نام انصار اور ایک حقیقی انصار ... محض انصار اللہ کہلانے سے ہم حقیقی معنوں میں انصار اللہ نہیں بن سکتے۔ حقیقی انصار اللہ ہم جب ہی بنیں گے کہ جب ہماری ہر حرکت و سکون سے یہ گواہی ملنے لگے کہ فی الواقعہ ہم خدا کے دین کی نصرت اور حمایت کرنے والے ہیں"

ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے مالی جہاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے اور اس کار خیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انصار اللہ کو خصوصیت سے خطاب فرمایا ہے۔ لہذا حضور انور کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں اپنی پوری جدوجہد فرمادیں کہ تا اللہ تعالیٰ کے حضور آپ حقیقی انصار شمار ہوں۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست ہائے دعا

مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب منشی دار کورس ربوہ کے بچے کو باؤلے کتے نے زخمی کر دیا ہے ٹیکے لگ رہے ہیں احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(عبد المومن خان احمد آباد سٹیٹ ضلع تھرپارکر)

۲۔ خاکسار شدید خانگی اور کاروباری پریشانیوں میں مبتلا ہے احباب کرام سے ان کے دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد طفیل شمس آباد۔ ضلع لاہور)

مکان برائے فروخت

لائل پور میں ایک مکان جو کہ محلہ کرم نگر (احمدی محلہ نزد سرگودہا روڈ) پر واقع ہے قابل فروخت ہے مکان پانچ مرلہ زمین، دو کمروں، برآمدہ، باورچی خانہ اور سیڑھی پر مشتمل ہے نیز دو کمروں کی بنیادیں بھری ہوئی ہیں نلکہ اور بجلی کی سہولیات بھی موجود ہیں۔

خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع فرمائیں:-

عبد الرؤف چوہدری معرفت چوہدری نعمت علی سول انجنیر پی ایس ای ریٹائرڈ P-۲۶۵ رحمان پورہ گلی نمبر ۳ گوبند پورہ لائل پور

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۳ مئی کو بحجرت کرم عزیزہ رضیہ سلطانہ سلمہا اللہ تعالیٰ بنت مکرم چوہدری سلطان محمد صاحب گجراتی ہمشیرہ مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ احمدیہ مقیم حیدرآباد سندھ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ بارات موضع کھرپا ضلع سیالکوٹ سے ۹ بجے صبح ربوہ پہنچی اور اسی دن ۲ بجے بعد دوپہر واپس ہوئی۔ اس موقعہ پر دعا مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر ناظم دارالقضاء ربوہ نے کرائی۔

عزیزہ رضیہ سلطانہ سلمہا کا نکاح ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم چوہدری اختر حسین صاحب ابن مکرم چوہدری نیک محمد صاحب ساکن کھرپا ضلع سیالکوٹ سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا تھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

پروگرام فوجی بھرتی

تاریخ	دن	مقام بھرتی	ضلع
۵-۶-۷۱	ہفتہ	ریسٹ ہاؤس میانوالی	میانوالی
۹-۶-۷۱	بدھ	آفیسر کلب بھلوال	سرگودہا
۱۲-۶-۷۱	ہفتہ	ریسٹ ہاؤس کٹھ سگھرال	سرگودہا
۱۶-۶-۷۱	بدھ	ریسٹ ہاؤس جھنگ	جھنگ
۱۹-۶-۷۱	ہفتہ	سکول بن حافظ جی	میانوالی
۲۳-۶-۷۱	بدھ	ریسٹ ہاؤس شورکوٹ روڈ	جھنگ
۲۶-۶-۷۱	ہفتہ	ریسٹ ہاؤس قائد آباد	سرگودہا
۳۰-۶-۷۱	بدھ	ریسٹ ہاؤس بھکر	میانوالی

نوٹ: بھرتی صبح آٹھ بجے ہوگی۔

امیدوار تعلیمی سرٹیفکیٹ مع تاریخ پیدائش ہیڈ ماسٹر کے دستخطوں سے ہمراہ لائیں۔ امیدوار اپنے کان صاف کروا کر آئیں۔

کم از کم معیار بھرتی:-

قد ۵ فٹ ۶ انچ۔ وزن = ۱۱۳ پونڈ، چھاتی ۳۲-۳۰، تعلیم پانچ جماعت،
عمر ۱۷ سال تا ۲۵ سال

(ناظر امور عامہ)

دعائے نعم البدل

میرے بڑے برادرم سید امتیاز احمد صاحب ابن سید علی احمد شاہ صاحب مرحوم انبالوی کا لڑکا چند دن ہوئے بعمر آٹھ ماہ راولپنڈی میں وفات پا گیا ہے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق بخشے اور نعم البدل عطا فرمائے

(سید شاہ میر احمد اشرف۔ دارالضیافت ربوہ)

۲۔ برادرم ملک محمد نصیر اللہ خان صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پرائمری سکول گولبازار ربوہ کا لڑکا عزیزم مسرور احمد ۲۶ مئی کو وفات پا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔ (ملک صفی اللہ خان کراچی)

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی صحت و صفائی کے لئے بہترین تحفہ

مردوں عورتوں سب کے لئے مفید ہے قیمت سوا روپیہ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون ۳۸

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ منیجر

بل ماہ مئی ۱۹۷۱ء

ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ ان کی ادائیگی ۱۰ جون تک ضرور کر دی جائے۔

(مینیجر الفضل)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے زمیندار کھیت میں بیج ڈالکر ہزاروں گنا زیادہ دانے حاصل کرتا ہے

مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں دیا گیا مال اچھے ذرائع سے کمایا گیا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ بقرہ کی آیت وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو کچھ بھی تم خیر میں سے خرچ کرو گے۔ اس کا فائدہ تمہاری جانوں کو ہی ہوگا۔ یہاں خَیر کا لفظ اس لئے رکھا کہ خَیر کے معنے مال کے بھی ہوتے ہیں اور اچھے مال کے بھی۔ یعنی ایسے مال کے جو اچھے ذرائع سے کمایا گیا ہو یا مقدار میں زیادہ ہو پس خیر کا لفظ استعمال فرما کر اس طرف توجہ دلائی کہ تم صرف اپنا مال ہی خرچ نہ کرو بلکہ یہ بھی دیکھتے رہو کہ وہ مال اچھے ذرائع سے کمایا ہوا ہو۔ اور پھر قربانی بھی اپنی حیثیت کے مطابق ہو۔ یہ نہ ہو کہ مثلاً تنخواہ تو چار سو روپیہ ہے اور پانچ روپے چندہ دیکر سمجھ لیا کہ انفاق فی سبیل اللہ کا حق ادا ہو گیا ہے۔

پھر مال خرچ کرنے پر سوال ہوتا تھا کہ ہم نے اپنا مال تو لوگوں کو دے دیا مگر اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تمہارا یہ مال خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے زمیندار کھیت میں بیج ڈالتا ہے تو اس سے ہزاروں دانے بن جاتے ہیں۔ وہ کبھی یہ نہیں کہتا کہ میں اپنے دانے کیوں ضائع کروں۔ اسی طرح تم بھی یہ مت خیال کرو۔ کہ اگر تم مال خرچ کرو گے تو اُس کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس کے نتیجہ میں قوم ترقی کرے گی اور قوم کی ترقی سے فرد بھی ترقی کرتا ہے۔ دراصل ایسا خیال قلّتِ تدبّر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ورنہ یورپ والے تو ہیں جنہوں نے اس نکتہ کو خوب سمجھا ہے۔ وہاں دولت مند گو اس بات میں بدنام ہیں کہ وہ ہر وقت عیش و عشرت میں مبتلا رہتے ہیں لیکن وہ پھر بھی غرباء کو ابھارنے اور قوم کو ترقی دینے کے لئے اپنے اموال کا ایک بڑا حصّہ ہمیشہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح عیسائیت کی تقویت کا موجب بنتے ہیں۔

وَمَا تُنْفِقُوْنَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ فرماتا ہے کہ بے شک غرباء کے لئے اپنے اموال خرچ کرنا قومی نقطۂ نگاہ سے بھی مفید ہے لیکن صرف اس فائدہ کو ہی اپنا مقصد و مدعا نہ بنا لینا۔ ایک مسلمان سے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ جو کچھ خرچ کرے گا خالصۃً للہ اور ابتغاءً لوجہ اللہ کرے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی ہے اور نفی کے طور پر یہ فقرہ بیان کیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم مومنوں سے اس کے سوا اور کسی چیز کی توقع ہی نہیں کر سکتے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کریں گے یہ طریق کلام نہی کی نسبت زیادہ مؤثر ہوتا ہے جیسے اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ میں آپ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ میری واپسی تک آپ یہیں تشریف رکھیں گے۔ تو یہ فقرہ بہ نسبت اس بات کے زیادہ بہتر ہوتا ہے کہ آپ یہیں بیٹھیں، اور میرے آنے تک کہیں نہ جائیں۔ کیونکہ اس طرح خود اس کے دل میں کام کرنے کی تحریک پیدا کی جاتی ہے۔ پھر وَمَا تُنْفِقُوْنَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ کہہ کر اس امر کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ بے شک مومنوں کے چندوں سے دنیوی ترقیات بھی حاصل ہوتی ہیں اور دین کو بھی فائدہ پہنچتا ہے مگر اعلیٰ درجہ کے مومن اس سے بالا ہوتے ہیں۔ انہیں نہ دُنیا کی ترقی مطلوب ہوتی ہے اور نہ جنت کے انعامات ان کا اصل مقصود ہوتے ہیں بلکہ اُن کی نیکیوں کا حقیقی محرک صرف یہ جذبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو جائے اور وہ انہیں محبت اور پیار کی نگاہ سے دیکھے۔

چوتھی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو کچھ تم خرچ کرو گے اُس کا تمہیں پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ کے بعد بیان کیا ہے۔ حالانکہ جہاں یہ بتایا تھا کہ جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمہاری جانوں کو پہنچے گا اسی جگہ یہ بات بھی بیان کی جا سکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو بعد میں رکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک مزید بات یہ بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اُسے تو پُورا پورا بدلہ مل جاتا ہے مگر جو شخص دُنیا کی خاطر دیتا ہے۔ اسے دنیا میں تو لوگوں کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے مگر آخرت میں اسے کوئی انعام نہیں ملتا۔

آخر میں وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ کہہ کر ایک اور ظلم کی بھی نفی کی گئی ہے۔ جو قوم جنگ کے موقعہ پر اپنا مال خرچ نہ کرے وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ اور دوسری قوم غالب آ کر اسے اپنے مظالم کا تختۂ مشق بنا لیتی ہے۔"

(تفسیر سورہ بقرہ صفحہ ۶۲۴-۶۲۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وعدہ جات میں چوالیس فیصد اضافہ کی ضرورت اور

سات لاکھ نوّے ہزار روپے کا ٹارگٹ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ مورخہ ۲۳ ہجرت ۱۳۵۰ ہش (۲۳ مئی ۱۹۷۱ء) میں فرمایا:۔

"حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کی شکل میں اپنی ایک یادگار چھوڑی ہے اور ... آپ ایک لمبا عرصہ اسلام کی ضروریات جماعت کے سامنے رکھ کر جماعت کو آہستہ آہستہ تربیت اور قربانی اور ایثار کے میدانوں میں آگے لے جاتے چلے گئے دوسرا نمایاں پہلو پاک و ہند سے باہر جماعتوں کا قیام ہے۔"

مذکورہ بالا خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وعدوں کو سات لاکھ نوّے ہزار روپے تک پہنچایا جائے۔ یہ اسی وقت عملی جامہ پہن سکتا ہے جب کہ ہر جماعت اپنے وعدہ جات میں تحریک جدید کے سال ۳۶ کی نسبت چوالیس فیصد اضافہ پیش کر دے۔ اس قدر اضافہ بظاہر مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر آپ اپنی جماعت کے

۱۔ بچوں اور مستورات سے بھی حسب توفیق وعدے لیں۔

۲۔ مالی حیثیت سے کم وعدہ کرنے والوں سے معقول اضافہ کروائیں۔

۳۔ مخیّر اور صاحب حیثیت دوستوں کو معاونین خاص (ایک ہزار روپیہ یا اس سے زائد قربانی کرنے والے) میں شامل ہونے کی تحریک فرمائیں تو آپ انشاء اللہ العزیز چوالیس فیصد سے بھی زیادہ اضافہ پیش کر سکیں گے اور تحریک جدید کی روز افزوں ضروریات کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

جلسہ تقسیم اسناد

(بقیہ صفحہ ۱ سے آگے)

سامنے پیش کئے اور پرنسپل نے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مفوضہ اختیارات کی بنا پر ان میں اسناد تقسیم کیں تقسیم اسناد کے بعد پرنسپل نے کالج کی سالانہ روداد پیش کی جس میں کالج کی نمایاں خصوصیات کا ذکر کرنے کے علاوہ حکومت کی طرف سے ناکافی بلکہ نہ ہونے کے برابر ملنے والی گرانٹ کا شکوہ بھی کیا کہ کالج کو ہر سال صدر انجمن احمدیہ سے قریباً تین لاکھ روپیہ بطور قرض لے کر اپنا بجٹ پورا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے مقابل پر حکومت کی طرف سے صرف بیس ہزار روپے کی گرانٹ ملتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس ادارہ میں ایم اے ایم ایس سی کے معیار تک تعلیم و تدریس کا انتظام ہے اور یہ ادارہ اس علاقہ کی تعلیمی ضروریات کو کماحقہٗ پورا کر رہا ہے۔

رخصت ہونیوالے طلباء کو پرنسپل کی نصیحت

پرنسپل چوہدری محمد علی صاحب نے ادارہ کے فارغ التحصیل طلباء کو نصیحت کی کہ "عاجزی انکساری اور تبتّل انسانیت کا زیور ہے اسے کبھی اپنے سے جدا نہ ہونے دیں، غرور تکبّر اور نخوت ایک زہر ہے اس کے قریب نہ پھٹکیں۔ اور ملک و قوم کے لئے اپنے وجود کو مفید اور "قابل فخر" بنانے کی سعی کرتے رہیں۔"

پرنسپل کے روداد پیش کرنے کے بعد محترم ڈاکٹر سید صفدر حسین نے طلباء سے خطاب فرمایا اور بعد میں کامیاب ہونے والے اور انعام یافتہ طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ اور تقسیم انعامات کے بعد سٹاف کے ہمراہ ہال سے باہر تشریف لے گئے۔ یہ سادہ و باوقار تقریب کوئی پونا گھنٹہ جاری رہی۔

طالبات نے پردہ میں حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے انعامات حاصل کئے۔

6366

رجسٹرڈ نمبر ایل